Ataunnabi.com

مسئلہ طلاق ثلاثہ

مصنف۔ مناظر اسلام مولانا کاشف اقبال مدنی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مسئلہ طلاق ثلاثہ

ازقلم: مفتی کاشف اقبال مدنی رضوی

مسئلہ:

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے۔ خواہ ایک مجلس میں یا الگ الگ دے۔ دونوں صورتوں میں اس کی بیوی کو تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اس مرد پر عورت حرام ہو جائے گی۔ حلالہ شرعی کے سوا۔ اس کی واپسی مرد مذکور کے پاس نہیں ہو سکتی۔ کتاب وسنت کے بے شمار دلائل اسی پر دال اور اسی پر اجماع امت ہے۔ تین طلاق کے بعد مرد کا اس عورت سے رجوع کرنا سخت حرام ہے اور اس سے صحبت خالص زنا ہے۔ اس کے دلائل چند ایک یہ ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''فَإِن طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىَ تَنكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ''(البقرۃ:۲۳۰)

(پھر اگر تیسری طلاق اسے (اپنی عورت کو) دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی۔ جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔)

اس آیت کریمہ سے پہلے الطلاق مرتٰن کا ذکر ہے۔ یعنی طلاق رجعی دو مرتبہ دی جاسکتی ہے۔ اس کے بعد فاِن طلقھا فرمایا اس کی ابتدا میں ف ہے جو تعقیب بلا مہلت کے لیے آتا ہے۔ جیسا کہ کتب قواعد عربیہ میں ہے۔ لہٰذا قواعد عربیہ کے مطابق معنیٰ یہ ہوگا کہ اگر شوہر نے دو طلاقیں رجعی دینے کے بعد فوراً تیسری طلاق دے دی۔ تو اب وہ عورت بغیر حلالہ شرعی کے اس کے لیے حلال نہیں ہے۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ قرطبی نے کہا ہے:

☆ یہ لزوم طلاق میں جمہور کی دلیل ہے اور وہ کہ مطلقہ ثلاثہ طلاق دینے والے کے لیے حلال نہیں ہو سکتی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

☆ اکٹھی اور الگ الگ طلاق دینے میں لغۃً اور شرعاً کوئی فرق نہیں۔ (فتح الباری، ج ۹، ص:۴۵۶)

خود وہابیہ کے امام ابن حزم لکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کا مضمون تین طلاقوں پر بھی صادق آتا ہے جو اکٹھی ہوں اور جو جدا جدا ہوں۔ (المحلیٰ بالآثار، ج ۹، ص:۳۹۴)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ تین طلاق (اکٹھی ہوں یا جدا جدا) دینے پر عورت حرام ہو جاتی ہے اور اس سے رجوع کا کوئی جواز نہیں اب چند ایک احادیث ملاحظہ فرمالیں:

۱۔ حضرت محمود بن لبید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک شخص کے متعلق خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دیں ہیں۔ آپ ﷺ غضب ناک حالت میں کھڑے ہو گئے فرمایا میرے سامنے کتاب اللہ کو کھیل بنایا جا رہا ہے حتیٰ کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو قتل نہ کر دوں۔ (سنن نسائی، ج ۲، ص:۸۲، سنن کبریٰ للنسائی، ج ۳، ص:۳۴۹، تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص:۵۵۵، مشکوٰۃ المصابیح، ص:۲۸۴)

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ بس تحقیق اس حدیث میں تصریح ہے کہ اس شخص نے تینوں طلاقیں اکٹھی دیں تھیں اور نبی کریم ﷺ نے اس کو رد نہ فرمایا بلکہ جاری فرمایا۔ (فتح الباری، ج ۹، ص: ۳۵۵)

۲۔ حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتیں ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی۔ اس عورت نے کہیں اور شادی کر لی۔ اس نے بھی طلاق دے دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال ہے فرمایا نہیں جب تک دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طرح اس کی مٹھاس نہ چکھ لے۔ (یہ مقاربت سے کنایہ ہے) (صحیح بخاری، ج ۲، ص: ۷۹۱، صحیح مسلم، ج ۱، ص:۴۶۳، سنن ابن ماجہ، ص:۱۴۰، سنن کبریٰ للنسائی، ج ۳، ص:۳۵۲، موطا امام محمد، ص:۲۶۴، مصنف عبدالرزاق، ج ۶، ص:۳۴۷، مسند امام احمد، ج ۶، ص:۱۹۲، سنن دار قطنی، ج ۴، ص:۳۲۔۳۳، سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۷، ص:۳۳۴، جامع المسانید والسنن، ج ۳، رقم الحدیث:۱۹۷۴)

امام بدرالدین عینی اور امام ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ اس شخص نے مجموعی طور پر تین طلاقیں دی تھیں۔ (عمدۃ القاری، ج ۱۴، ص:۲۴۱، فتح الباری، ج ۹، ص ۳۶۷)

۳۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو طلاقِ مغلظ (طلاقِ ثلاثہ) دے دی۔ اُس کے بعد عورت مذکور نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے شادی کر لی پھر وہ عورت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا نبی اللہ ﷺ میں رفاعہ کے نکاح میں تھی کہ اس نے مجھے طلاق (ثلاثہ) دے دی۔ ''معمر اور ابن جریج کی روایت میں طلاقِ ثلاثہ صریح طور پر مذکور ہے۔'' تو اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے شادی کر لی۔ یا رسول اللہ ﷺ بخدا اس کے پاس کچھ نہ تھا مگر اس کپڑے کی مثل۔ رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کیا تو رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہے۔ مگر نہیں (جائز نہیں) یہاں تک کہ تو نے (جس سے تو نے نکاح کیا) اس کے شہد سے چکھے اور وہ تیری شہد سے چکھے۔ (مصنف عبدالرزاق، ج ۶، ص:۳۴۶، سنن اکبریٰ للنسائی، ج ۳، ص:۳۵۱، سنن نسائی، ج ۲، ص:۶۶، مشکوٰۃ المصابیح، ص:۲۸۴)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۴۔ حضرت انس بن مالک حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اے معاذ جس نے ایک یا دو یا تین بدعی طلاقیں دیں ہم نے اس کو لازم کردیا۔(سنن دارقطنی ، ج ۴،ص:۴۵،سنن کبریٰ للبیہقی ، ج ۷، ص:۳۲۷)

۵۔ حضرت امام حسن مجتبیٰ حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔خواہ الگ الگ طہروں میں خواہ بیک وقت تو وہ عورت اس کے لیے حلال نہ ہوگی۔جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔(سنن دارقطنی ، ج ۴،ص:۳۰۔۳۱،سنن کبریٰ للبیہقی ، ج ۷، ص:۳۳۶،المعجم الکبیر للطبرانی ، ج ۳،ص:۹۱،مجمع الزوائد، ج ۴،ص:۳۲۲)

۶۔ حضرت فاطمہ بنت قیس فرماتی ہیں کہ میرے شوہر نے تین طلاقیں (بیک وقت) دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے تینوں طلاقوں کو جائز قرار دے دیا (نافذ کردیا)۔(سنن ابن ماجہ،ص:۱۴۷،صحیح مسلم، ج ۱،ص:۴۸۳،۴۸۴)

حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کے شوہر نے ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دی تھیں۔(سنن دارقطنی ، ج ۴،ص:۱۱)

رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت قیس کو اس طلاق ثلاثہ کے بعد عدت کا حکم دیا۔(سنن دارمی، ج ۲،ص:۲۱۸،مسند احمد، ج ۶،ص:۳۵۳)

۷۔ حضرت عویمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی بیوی کو (بیک وقت) تین طلاقیں دیں۔آپ ﷺ نے ان میں جدائی کروائی اور ابوداؤد شریف میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان تین طلاقوں کو نافذ فرمادیا۔(صحیح بخاری، ج ۲،ص:۷۹۱۔۸۰۰،سنن ابوداؤد، ج ۱،ص:۳۰۵،مؤطا امام مالک،ص:۳۲۷،سنن دارمی، ج ۲،ص:۲۰۱،سنن کبریٰ للنسائی، ج ۳،ص:۳۷۱،صحیح مسلم، ج ۱،ص:۴۸۹، سنن نسائی، ج ۲،ص:۸۳،سنن کبریٰ للبیہقی ، ج ۷،ص:۳۲۸۔۳۲۹،المنتقیٰ لابن الجارود،ص:۲۴۶)

۸۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہوتیں۔تو فرماتے اگر ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو رجوع کرسکتے ہو۔(تین طلاقوں کے بعد رجوع نہیں) مجھے نبی کریم ﷺ نے اس کا حکم دیا۔(صحیح مسلم، ج ۱،ص:۴۷۶،سنن دارقطنی ، ج ۴،ص:۲۸،سنن کبریٰ للبیہقی ، ج ۷،ص:۳۳۱،صحیح بخاری، ج ۲،ص:۷۹۲)

۹۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ارض کیا کہ اگر میں اپنی بیوی کو (بیک وقت) تین طلاقیں دے دوں تو کیا اس سے رجوع کرسکتا ہوں۔فرمایا نہیں تیری بیوی تجھ سے جدا ہوجائے گی اور ایسا کرنا گناہ ہوگا۔(سنن کبریٰ للبیہقی ، ج ۷،ص:۳۳۴)

۱۰۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ ان کے آباء میں سے کسی نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دیں۔تو ان کے بیٹے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور صورت حال عرض کی۔تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک تمہارے والد اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرے جو اس کے لیے اس امر سے نکلنے کا کوئی راستہ بنایا۔اس کی بیوی اس سے خلاف سنت طریقے پر جدا ہوگئی اور نوسو ستانوے طلاقیں اسی کی گردن میں گناہ ہیں۔(سنن دارقطنی ، ج ۴،ص:۲۰،مجمع الزوائد، ج ۴،ص:۳۳۱۔۳۳۲)

دوسری روایت میں ان کے آباء کی تصریح نہیں ہے۔باقی روایت اسی طرح ہے۔(مصنف عبدالرزاق، ج ۶،ص:۳۹۳،مجمع الزوائد، ج ۴،ص:۳۳۱)

۱۱۔ حضرت رکانہ بن یزید نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی۔نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا گیا۔تو حضرت رکانہؓ نے قسم اُٹھا کر کہا کہ میرا ایک ہی طلاق کا ارادہ تھا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ حلف لیا۔تو انہوں نے حلفیہ وہی عرض کیا۔تو آپ ﷺ نے ان کی بیوی کو ان کی طرف پھیر دیا۔(سنن ابوداؤد، ج ۱،ص:۳۰۰،جامع المسانید والسنن، ج ۳۴،ص:۱۱۱)

ان گیارہ احادیث سے ثابت ہوگیا کہ طلاق ثلاثہ خواہ بیک وقت ہو یا الگ الگ سے عورت مرد پر حرام ہوجاتی ہے۔حلالہ کے بغیر مرد کے پاس واپس نہیں ہوسکتی یعنی اسی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

اب جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ ملاحظہ کریں تاکہ حق کا مزید بول بالا ہو۔

۱۔ حکم سے مروی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ،عبداللہ ابن مسعودؓ،حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص باکرہ عورت کو تین طلاقیں دے۔عموی تو یہ عورت اس مرد پر حلال نہ ہوگی۔جب تک وہ دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔(مصنف عبدالرزاق، ج ۶،ص:۳۳۶)

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ،حضرت عبداللہ بن عباسؓ،ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو (ایک کلمہ سے) تین طلاقیں دے دی تو اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک وہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴،ص:۱۲)

۳۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ،حضرت ابو ہریرہؓ،حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے پوچھا گیا کوئی شخص اپنی بیوی کو یک دم تین طلاقیں دے دے تو اس کا کیا حکم شرعی ہے تو ان سب نے فرمایا کہ وہ عورت اس پر بغیر حلالہ کے حلال نہیں۔(سنن ابوداؤد، ج ۱،ص:۲۹۹،مصنف عبدالرزاق، ج ۶،ص:۳۳۳، جامع المسانید والسنن، ج ۲۶،ص:۳۷۳،شرح معانی الآثار، ج ۲،ص:۳۷۔۳۸،سنن کبریٰ للبیہقی ، ج ۷،ص:۳۳۶)

۴۔ امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ حضرت ابن عمرؓ،حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حرام ہیں تین طلاقیں انہیں دینے والے کی نیت بھی نہ پوچھی جائے گی۔(فتح الباری، ج ۱۹،ص: ۴۲۵،عمدۃ القاری، ج ۱۴،ص:۲۶۶)

۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ،حضرت عبداللہ ابن عباسؓ،کا یہی فتویٰ ہے۔(شرح معانی الآثار، ج ۲،ص:۳۷۔۳۸،مؤطا امام مالک،ص:۳۵۶،سنن کبریٰ للبیہقی ، ج ۷،ص:۳۳۵،مؤطا امام محمد،ص:۱۹۶،مصنف عبدالرزاق، ج ۶،ص:۳۳۴)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے حالتِ حیض میں اپنی بیوی کو طلاق مغلظ دے دی آپ نے فرمایا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی اس شخص نے عرض کیا کہ جب حضرت ابن عمرؓ نے اپنی بیوی کو جدا کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں رجوع کا حکم دیا تھا۔ تو حضرت عمر فاروقؓ نے اس شخص سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو انہیں طلاقوں کی وجہ سے رجوع کا حکم فرمایا جو ان کے پاس باقی تھیں اور تیری حالت یہ ہے کہ تیرے پاس کوئی طلاق باقی نہیں ہے جس کے ساتھ تو بیوی کے ساتھ رجوع کرے۔ (سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۷، ص: ۳۳۴)

۷۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ جو مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دے تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں حلالہ کے بغیر پہلے خاوند کے لیے حلال نہ ہوگی۔ (مصنف عبدالرزاق، ج ۶، ص: ۳۳۲، سنن بیہقی، ج ۷، ص: ۳۳۴)

۸۔ زید بن وہب کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دیں مقدمہ بارگاہ فاروقی میں لایا گیا تو ارشاد فرمایا کہ تو کھیلتا ہے اور اس کے سر پر کوڑا مارا اور فرمایا کہ تجھے تین (طلاقیں) کافی ہیں (بیوی تیری تجھ پر حرام ہوگئی)۔ (مصنف عبدالرزاق، ج ۶، ص: ۳۹۳، سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۷، ص: ۳۳۴)

۹۔ یہی مسئلہ حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ عورت اس مرد پر حلال نہ رہی جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (شرح معانی الآثار، ج ۲، ص: ۵۷۔۵۸)

۱۰۔ حضرت انس بن مالکؓ سیدنا عمر بن خطابؓ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اگر آپ کی بارگاہ میں کوئی شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہوتیں تو وہ مرد و عورت میں تفریق کروا دیتے۔ (شرح معانی الآثار، ص: ۱۵۷، مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴، ص: ۱۱)

۱۱۔ حضرت عمر بن خطابؓ کے دورِ خلافت میں ایک شخص نے کہہ دیا اپنی بیوی کو کہ تیری رسی تیری گردن پر، تیری رسی تیری گردن پر تیری رسی تیری گردن پر، حضرت عمر بن خطاب نے رکن اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس سے حلف لیا تو اس نے کہا کہ میں نے اس سے تین طلاق کا ارادہ کیا تو حضرت عمر بن خطاب نے اس تین طلاقوں کا حکم جاری فرمایا۔ (مصنف عبدالرزاق، ج ۶، ص: ۳۶۹۔۳۷۰)

۱۲۔ حضرت عثمان غنیؓ کے سامنے کسی نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں۔ فرمایا تین طلاقوں سے تمہاری بیوی تم پر حرام ہوگئی باقی ستانوے حد سے تجاوز ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴، ص: ۱۱۔۱۲)

۱۳۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کے سامنے کسی نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاق دے دی فرمایا کہ تین طلاق سے تیری بیوی تم پر حرام ہوگئی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴، ص: ۱۲، سنن دار قطنی، ج ۴، ص: ۳۰، جمع الجوامع، ج ۱۳، ص: ۴۰۰)

حضرت علی المرتضیٰؓ نے متعدد اوقات تین طلاقوں کے وقوع کا ہی فتویٰ دیا تین طلاق کے سوال کے جواب میں۔ (سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۷، ص: ۳۳۴، جمع الجوامع، ج ۱۳، ص: ۴۰۰، مصنف عبدالرزاق، ج ۶، ص: ۳۹۴)

حضرت ابن مسعودؓ کا یہی فتویٰ ہے۔ (مؤطا امام مالک، ص: ۴۸۹، مصنف عبدالرزاق، ج ۶، ص: ۳۹۴، مجمع الزوائد، ج ۴، ص: ۴۴۲، مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴، ص: ۱۲، تفسیر مظہری، ج ۴، ص: ۳۰۲، سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۷، ص: ۳۳۳)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہی فتویٰ ہے (مسند امام احمد، ج ۲، ص: ۶، جامع المسانید والسنن، ج ۲۹، ص: ۱۵۱، سنن کبریٰ للنسائی، ج ۳، ص: ۴۰۳، ۴۰۴، سنن دار قطنی، ج ۴، ص: ۳۰، مصنف عبدالرزاق، ج ۶، ص: ۳۹۵، مؤطا امام محمد، ص: ۱۸۹، شرح معانی الآثار، ج ۳، ص: ۱۵۷)

حضرت ابن عباسؓ کا یہی فتویٰ ہے۔ (سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۷، ص: ۳۳۴، شرح معانی الآثار، ج ۳، ص: ۱۵۷، مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴، ص: ۱۱، مصنف عبدالرزاق، ج ۴، ص: ۳۹۶، کتاب الآثار، ص: ۵۰۷، سنن ابوداؤد، ج ۱، ص: ۲۹۹، سنن دار قطنی، ج ۴، ص: ۱۰۔۱۱۔۳۲، مؤطا امام مالک، ص: ۶۲۵)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ (مؤطا امام مالک، ص: ۳۵۶، مصنف عبدالرزاق، ج ۶، ص: ۳۳۴، مصنف ابن ابی شیبہ، ج: ۴، ص: ۱۸، شرح معانی الآثار، ج ۳، ص: ۱۵۸، سنن کبریٰ بیہقی، ج ۷، ص: ۳۳۶)

حضرت ابو ہریرہؓ کا یہی فتویٰ ہے۔ (مؤطا امام مالک، ص: ۳۵۶، شرح معانی الآثار، ج ۳، ص: ۱۵۷، سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۷، ص: ۳۳۶)

حضرت عمران بن حصینؓ کا یہی فتویٰ ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴، ص: ۱۰، سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۷، ص: ۳۳۴)

حضرت انس بن مالکؓ کا یہی فتویٰ ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴، ص: ۱۹)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا یہی فتویٰ ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴، ص: ۱۳، سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۷، ص: ۳۳۶)

حضرت حسن بن علیؓ کا یہی فتویٰ ہے۔ (سنن دار قطنی، ج ۴، ص: ۳۰۔۳۱، سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۷، ص: ۳۳۶)

اُم المومنین حضرت اُم سلمہؓ کا یہی فتویٰ ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴، ص: ۱۹)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا یہی فتویٰ ہے۔(مصنف بن ابی شیبہ، ج ۴، ص:۱۹)

حضرت معاذ بن جبلؓ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴، ص:۱۸)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۴، ص:۱۹)

تابعین تبع تابعین آئمہ مجتہدین الغرض پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے خود وہابیہ کے امام ابن قیم نے اور قاضی شوکانی نے صحابہ کرام سمیت جمہور کا یہی مذہب بیان کیا کہ تین طلاق بیک وقت یا الگ الگ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔(زاد المعاد، ص:۵۷، نیل الاوطار، ج ۶، ص:۲۴۵) بلکہ وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی کے بقول امام بخاری بھی اس مسئلہ میں وہابیوں کے ہمنوا ہیں۔ (فتاویٰ اہل حدیث، ج ۱، ص:۷) بلکہ نجدی سعودی علماء بھی اس مسئلہ میں وہابیوں کے ہمنوا ہیں اس پر مستقل کتب موجود ہیں خود وہابیہ کے مفتی و محدث ابوسعید شرف الدین دہلوی لکھتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ صحابہ و تابعین تبع تابعین سے لے کر سات سو سال کے سلف صالحین صحابہ و تابعین و محدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا ثابت نہیں۔(حاشیہ فتاویٰ ثنائیہ، ج ۲، ص:۲۱۷) سب سے پہلے بیک وقت طلاقوں کو ایک قرار دینے کی بدعت وہابیوں کے امام ابن تیمیہ نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر میں نکالی جس کی وجہ سے اُسے اور اس کے شاگرد ابن قیم کو اونٹ پر سوار کر کے دُرے (کوڑے) مار مار کر شہر میں پھرا کر اس کی ذلت و رسوائی کا سامان کیا گیا۔(فتاویٰ ثنائیہ، ج ۲، ص:۲۲۰، اتحاف النبلا، ص:۲۱۶۔۲۱۷) ہماری اس تفصیلی گفتگو سے ثابت ہو گیا کہ بیک وقت طلاق ثلاثہ کو ایک قرار دینا غلط باطل و مردود ہے۔

باقی رہا وہابیوں کے اس مسئلہ میں موجود دلائل تو نہایت کمزور ہیں۔ان سے استدلال ان لوگوں کی جہالت پر دال ہے ایک وقت میں طلاق ثلاثہ کے عدم جواز سے عدم وقوع بیان کرنا غلط ہے اس لیے کہ عدم جواز یا خلاف سنت ہونے سے عدم وقوع ہونا ثابت نہیں ہوتا جس طرح حالت حیض میں طلاق خلاف سنت ہے مگر ایسا کرنے سے طلاق واقع ہو جائے گی خود وہابی قاضی شوکانی نے اسے جمہور کا مذہب بتلایا ہے۔(نیل الاوطار، ج ۶، ص:۲۳۷)

وہابی اپنے حق میں مسند امام احمد کی جو روایت حضرت رکانہؓ والی پیش کرتے ہیں وہ ضعیف ہے۔اس روایت کی سند میں ایک راوی داؤد بن حصین ہے جو عکرمہ سے روایت کرتا ہے اس داؤد بن حصین سے متعلق امام ابو زرعہ فرماتے ہیں کہ ضعیف تھا۔امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ ہم اس کی حدیث سے گریز کرتے تھے محدث عباس الدوری فرماتے ہیں کہ وہ میرے نزدیک ضعیف ہے۔(میزان الاعتدال، ج ۲، ص:۵) امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ وہ قوی نہ تھا امام ساجی کہتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث تھا۔امام جوزقانی کہتے ہیں کہ محدثین کے ہاں اس کی روایت قابل تعریف نہیں ہے۔(تہذیب التہذیب، ج ۳، ص:۱۸۱) امام علی بن مدینی اور ابو داؤد کہتے ہیں کہ داؤد بن حصین کی روایت عکرمہ سے منکر ہوتی ہے۔(میزان الاعتدال، ج ۲، ص:۵) (زیرِ بحث بھی روایت اس کی عکرمہ سے ہے) ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ عکرمہ کی روایت میں ثقہ نہیں۔(تقریب التہذیب، ص:۹۵) امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے حجت قائم نہیں ہو سکتی۔(سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۷، ص:۳۳۹) امام ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث معلول ہے۔(تلخیص الحبیر، ج ۳، ص:۲۱۳) امام ذہبی اس روایت کو داؤد کی مناکیر روایات میں شمار کرتے ہیں۔(میزان الاعتدال، ج ۲، ص:۵)

وہابیوں کی مستدل دوسری روایت مسلم شریف والی شاذ ہے اور یہ طاؤس کا وہم ہے اس روایت کے متعلق خود وہابی محدث و مفتی ابوسعید شرف الدین دہلوی محشی فتاویٰ ثنائیہ لکھتے ہیں کہ محدثین نے مسلم کی روایت مذکور کو شاذ بتلایا ہے۔۔۔ یہ کہ اس میں اضطراب بھی بتایا ہے۔۔۔ یہ حدیث بظاہر کتاب و سنت صحیح و اجماع صحابہ وغیرہ آئمہ محدثین کے خلاف ہے لہٰذا حجت نہیں۔(فتاویٰ ثنائیہ، ج ۲، ص:۲۱۹) وہابی مفتی نے اس حدیث پر تفصیلی کلام کیا ہے پھر قابل غور بات یہ ہے کہ روایت مذکور میں یہ مذکور ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور اور حضرت عمر بن خطابؓ کے دورِ خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاق کو ایک قرار دیا جاتا تھا اولاً اس میں بیک وقت دفعۃً واحدہ کا لفظ اس میں نہیں ہے پھر تو الگ الگ تین طلاق بھی تین نہ ہوئی۔ثانیاً حضرت عمرؓ نے ابتدائی دو سالوں کے بعد رسول کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خلاف ایک طلاق کو تین کہہ دیا گیا حضرت عمرؓ میں سنت سے محبت کا جذبہ اتنا بھی نہیں تھا جتنا چودھویں صدی کے وہابیوں میں ہے۔(نعوذ باللہ) یہی وجہ ہے وہابی حضرت عمر بن خطابؓ کے متعلق نازیبا جملے گستاخانہ کلمات بولتے ہیں مثلاً ثناء اللہ امرتسری وہابی لکھتے ہیں کہ خلیفہ ثانی (حضرت عمرؓ) کا یہ فعل ایک وقتی تھا نہ وہ واجب العمل ہو سکتا ہے اور نہ قابل حجت (فتاویٰ ثنائیہ، ج ۲، ص:۲۲۳)

ہم اسے (حضرت عمر کا فتویٰ طلاق ثلاثہ) کیوں مانیں ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں۔(فتاویٰ ثنائیہ، ج ۲، ص:۲۵۲) وہابی محقق رئیس ندوی لکھتے ہیں ان دونوں صحابہ (حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابن مسعود) کو نصوص (کتاب و سنت) کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دیا جا سکتا ہے۔(تنویر الآفاق، ص:۸۸) موصوف (حضرت عمرؓ) نے باعتراف خویش اس قرآنی حکم میں ترمیم کر دی۔(تنویر الآفاق، ص ۴۸۷) حضرت عمر یا کسی بھی خلیفہ راشد نے نصوص کتاب و سنت کے خلاف اپنے اختیار کردہ موقف کو بطور قانون جاری کر دیا تھا۔(تنویر الآفاق، ص:۱۰۸) بہت سے صحابہ و تابعین بہت سی آیات کی خبر رکھنے اور تلاوت کرنے کے باوجود بھی مختلف وجوہ سے ان کے خلاف عمل پیرا تھے۔(تنویر الآفاق، ص:۴۵۹) وہابیہ کے اس قسم کے بے شمار حوالہ جات موجود ہیں کہ یہ وہابی صحابہ کرام اہل بیت جبکہ انبیائے کرام اور امام الانبیاء ﷺ گستاخ و بے ادب ہیں۔ہمیں اختصار مانع ہے۔لہٰذا کسی بدمذہب، بدعقیدہ کے فتویٰ پر عمل کرنا سخت حرام ہے اور اس پر عمل کرنے والے سے اہل اسلام کا بائیکاٹ کرنا لازم ہے اس لیے کہ اس میں حرام کو حلال ٹھہرانا ہے بیک وقت یا الگ الگ تین طلاق تین ہی ہیں یہی پوری امت مسلمہ کا اجماعی فیصلہ ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar